ڈرامہ

پھول کھلنے دو

ممتاز معز

C/85، گلی نمبر 16، نارتھ گھونڈہ، دہلی۔110053

کردار

ہوٹل کا مالک	سیٹھ
بیرا	دس سال کا لڑکا
کوٹھی میں کام کرنے والی	نو سال کی لڑکی
برتن دھونے والی	آٹھ سال کی لڑکی
گھر کی مالکن اور بیگم	

پردہ اُٹھتا ہے

(پہلا سین)

ہوٹل میں لڑکا ٹرے میں کچھ گلاس رکھ کر پانی سرو کررہاہے، وہ اِدھر سے اُدھر بھاگ بھاگ کر سب کو پانی پیش کررہاہے۔ ہوٹل کا مالک جو کہ ایک تندرست وتوانا سیٹھ ہے اپنی چیئر پر بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ شلوار سوٹ پر کالی جیکٹ پہنے اور اونی ٹوپ لگائے براجمان ہے۔ لڑکے کو دیکھ کر وہ آواز لگاتا ہے۔ ’’اے بیرا، اِدھر بھی پانی لا‘... مالک کی بھاری اور گرجدار آواز پر لڑکا سٹپٹا جاتا ہے۔ سہم کر پیچھے پلٹتا ہے۔ ’’جی،... صاحب لایا...‘‘ کہتے کہتے ہڑبڑاہٹ میں ٹرے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور تمام گلاس گر کر چکنا چور ہوجاتے ہیں۔ لڑکا جلدی جلدی کانپتے ہاتھوں سے ٹوٹے ہوئے گلاس کے ٹکڑے اُٹھانے لگتا ہے۔

مالک: (میز پر مکا مار کر) ’’آج پھر توڑ دیے گلاس، نامعقول‘، وہ آستین چڑھاتے ہوئے تن کر اس کے پاس آتا ہے اور اس کی کمر پر دھپ رسید کرتے ہوئے دہاڑتا ہے۔

’’کیا اپنے باپ کا مال سمجھ رکھا ہے؟‘‘

’’ہاتھوں میں رعشہ چڑھا ہے کیا؟‘‘... وہ اس کا کان کھینچ کر چلاتا ہے۔ زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی متواتر چل رہا تھا۔

لڑکا: (اپنے آپ کو بچاتے ہوئے) ’’صاحب معاف کردیجیے۔‘‘

مالک: ’’معاف کردوں؟ کل بھی گلاس توڑا تھا۔‘‘

’’روز نقصان کرتا ہے، اس بار تیرے پیسے کاٹوں گا۔‘‘ وہ بہت طیش میں تھا۔

لڑکا: (ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے ہوئے) ’’نہیں نہیں صاحب پیسے مت کاٹنا مجھے پیسوں کی بہت ضرورت ہے، میرا باپ بہت بیمار ہے۔‘‘

مالک: ’’تو؟ میں نے ٹھیکا لیا ہے تیرے باپ کا، چل کوئی پیسے ویسے نہیں ملیں گے، نکل جا یہاں سے اور پھر کبھی نظر مت آنا۔ سمجھا؟‘‘ وہ اُسے دھکا دے کر باہر نکال دیتا ہے۔ لڑکا: (سسکیوں سے روتے ہوئے) ’’صاحب جی میرے پیسے مت کاٹئے، مجھے پیسوں کی بہت ضرورت ہے۔‘‘ کہتا ہوا باہر نکل جاتا ہے۔

(دوسرا سین)

آٹھ سال کی ایک بچی برتن دھورہی ہے۔ مالکن کچھ اور برتن لے کر اس کے پاس آتی ہے۔ اس کے سامنے برتن پٹختے ہوئے کہتی ہے!

’’لے، یہ بھی دھو، یہ بھی دھو، جان نہیں ہے ہاتھوں میں؟‘‘

وہ کان کھینچ کر چلاتی ہے۔ ''کھا کھا کر موٹی ہو رہی ہے کام سے دم نکلتا ہے۔'' لڑکی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگتی ہے۔

مالکن: ''صفائی سے دھونا، ورنہ سوچ لے، کل کی طرح بھوکے پیٹ سلا دوں گی۔''

لڑکی: (گڑگڑاتے ہوئے) ''نہیں نہیں، مجھے بھوکے پیٹ مت سلانا، بھوک میں مجھے نیند نہیں آتی ہے۔'' وہ بے بسی سے مالکن کے پیر پکڑ کر روتی ہے۔

مالکن: ''چل ہٹ'' وہ اسے ٹانگ سے جھٹک کر گرا دیتی ہے۔ لڑکی گھٹنوں میں منہ دے کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔

(تیسرا سین)

نو سال کی ایک بچی کوٹھی میں جھاڑو، پونچھا کر رہی ہے۔ کم عمر ہونے کی وجہ سے اپنے وجود سے زیادہ کام سے اسے تھکان محسوس ہونے لگتی ہے۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھ کر ستانے لگتی ہے اور کمر پکڑ کر کراہنے لگتی ہے۔ اچانک وہاں بیگم صاحب وارد ہوتی ہیں۔ ان پر نظر پڑتے ہی لڑکی کی سٹی گم ہو جاتی ہے۔ وہ سنبھل کر جلدی جلدی صفائی کرنے میں لگ جاتی ہے۔

بیگم صاحب: (اندر داخل ہوتے ہوئے) ''اُوہو، تو مہارانی آرام فرما رہی ہیں'' لڑکی اپنے کام میں پھرتی دکھانے کی کوشش کرتی ہے۔

''یہ صفائی کی ہے تو نے؟'' وہ ایک ایک چیز ہاتھ سے چھو کر دکھاتی ہیں۔ ''یہ یہ نہیں صاف کیا؟ ادھر دیکھ کتنی دھول ہے۔''

''آرام ہی کرنا ہے تو گھر جا کے آرام کر'' لڑکی ہاتھ باندھے تھر تھر کانپ رہی ہے۔ بیگم اپنے بٹوے سے سو کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں تھما دیتی ہیں۔

''یہ پیسے رکھ اور گھر جا کے آرام کر۔''

لڑکی: (سو کا نوٹ دیکھ کر) ''بیگم صاحبہ! یہ تو سو ہی روپے ہیں؟'' اس کی آواز لرز رہی تھی۔

بیگم: ''ہاں! سو روپے میں نے تیری چھٹیوں کے کاٹ لیے ہیں۔ چھٹی کرنے کا بہت شوق ہے نا تجھے۔ اب آرام کر لینا۔''

لڑکی: ''مگر بیگم صاحبہ! اس مہینے تو میں نے ایک بھی چھٹی نہیں کی۔'' وہ ہچکیوں سے رونے لگتی ہے۔

بیگم: (بال کھینچتے ہوئے) ''چپ چاپ لے کے چلی جا... ورنہ یہ بھی رکھ لوں گی...'' لڑکی سو کا نوٹ ہاتھ میں لیے آنسو پونچھتی باہر نکل جاتی ہے۔

(چوتھا سین)

بچے ایک جگہ بیٹھ کر بری طرح رو رہے ہیں۔ بے بس ولاچار کوئی پرسان حال نہیں۔ بن ماں کے یہ بچے اپنی اپنی ماں کو پکارتے ہیں۔ کچھ وقفے کے بعد اِدھر سے ایک خاتون کا گزر ہوتا ہے۔ رونے کی آواز سن کر وہ ٹھٹھک جاتی ہے۔ جیسے ہی اس کی نظر بچوں پر پڑتی ہے وہ بچوں کے قریب پہنچ کر حیرت بھرے انداز میں سوال کرتی ہے۔

خاتون: ''ارے یہ بچے کس کے ہیں؟... بچو تم کیوں رو رہے ہو؟'' وہ بڑے پیار سے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر رونے کی وجہ دریافت کرتی ہے۔ بچے بلبلا کر روتے ہوئے دوڑ کر خاتون کی ٹانگوں سے لپٹ جاتے ہیں۔ ''ہمیں بچا لیجیے۔ آنٹی۔''

خاتون: ''اچھا روؤ نہیں۔ کھڑے ہو جاؤ اور بتاؤ کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟'' بچے اپنی اپنی زبان میں روداد سنانے لگتے ہیں۔ خاتون بچوں کی زبانی ان پر ہوئے ظلم کی داستان سن کر بہت رنجیدہ ہو جاتی ہے۔ ''اُف یہ پھول سے

بچے اوران پر اتنی زیادتی، کیسے سہہ سکتے ہیں یہ اتنا ستم؟'' وہ بچوں کو پیار کرتے ہوئے سمجھاتی ہے۔'' دیکھوتم بہت اچھے بچے ہو۔رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے ہیں...

''ہرمشکل کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔بچو یہ بتاؤ کیا تم لوگ پڑھنا چاہو گے؟''...خاتون آبدیدہ ہوگئی تھی۔

بچے: (ایک زبان ہوکر) ''ہاں ہم پڑھنا چاہتے ہیں ہمیں پڑھنا ہے۔''

خاتون:''تو پھر چلو میں تمھیں ایک ایسے سینٹر میں لے کر چلتی ہوں جو کہ بہت بڑے ادارے کی جانب سے کھلا ہوا ہے۔بس یہ سمجھ لو تمہاری عزت کی زندگی کا آغاز ہو رہا ہےاور ذلّت کے دور کا خاتمہ ہونے جا رہا ہے۔''

(سینٹر پہنچ کر)

خاتون: (میڈم کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے)

''آداب عرض کرتی ہوں میڈم۔''

میڈم:''آداب، آیئے فرمایئے۔''

خاتون:''میڈم دراصل مجھے ان بچوں کا داخلہ کرانا ہے، مہربانی فرما کر آپ ان کا نام لکھ لیجیے۔ انھوں نے سرسری طور پر بچوں کا حال بھی بیان کر دیا۔''

میڈم:''میں ضرور پڑھاؤں گی ان بچوں کو، یہ مراکز اسی لیے تو چلائے جا رہے ہیں کہ جو بچے مجبوری کے تحت اسکول وغیرہ نہیں جا پاتے ہیں وہ پڑھائی سے محروم نہ رہ جائیں۔ لہٰذا ایسے مراکز میں آ کر ان کے اندر حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔'' میڈم نے بچوں کا نام و پتہ درج کیا اور بچوں سے مخاطب ہوکر کہا''بچو اس وقت تو چھٹی ہو چکی ہے۔لہٰذا تم لوگ کل سے آنا۔''

''تم لوگوں کی مائیں نہیں ہیں، کوئی بات نہیں میں جو ہوں تمہاری ماں، تمہاری آگے کی پڑھائی کا بھی میں انتظام کرا دوں گی، انھوں نے آگے بڑھ کر بچوں کو سینے سے لگا کر پیار کیا ان کے میلے کچیلے کپڑوں کی پروا کیے بغیر اور بچوں کو ایک ایک کتاب دیتے ہوئے کہا۔ یہ رکھ لو، باقی سامان تمھیں کل دے دوں گی۔''

''تمہاری عمر مزدوری کی نہیں، بلکہ پڑھنے کی ہے۔''

بچے کتابیں ہاتھوں میں لے کر خوشی سے اُچھلتے کودتے باہر آجاتے ہیں۔ آج انھیں کچھ نئی سی خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ بہت ترنگ میں تھے۔

لڑکا: (باہر نکلتے ہوئے) ''آہا، کل سے ہم بھی پڑھنے جائیں گے۔''

لڑکی:''ہاں کل سے ہم بھی پڑھیں گے۔ کتنی خوشی ہو رہی ہے۔''

دوسری لڑکی: سچ، کتنی خوشی ہو رہی ہے، اب ہم بھی پڑھیں گے۔''

تینوں ایک آواز میں:''پھر تو ہم بھی عزت سے جئیں گے۔''

پیچھے پیچھے خواتین آتی ہیں جن کے ہاتھوں میں ایک بینر ہے۔ بینر پر ایک عبارت درج ہے (علم حاصل کرو چاہے اس کے لیے چین جانا پڑے) ذیل میں ایک نعرہ بھی لکھا ہوا ہے۔سب نے ایک ساتھ ہاتھ اُٹھا کر بلند بانگ نعرہ لگایا۔

جینا بھی کیا وہ جینا جس پر ہنسے زمانہ
تعلیم سے ملے گا عزت کا ہر خزانہ

لفظ خزانہ، ختم ہوتے ہی بچوں نے اپنے ہاتھوں کی جھٹ سے کتابیں اوپر اُٹھائیں اور خواتین نے اپنے ہاتھوں میں تھاما ہوا بینر اوپر اُٹھا کر ہوا میں لہرایا۔ دائیں بائیں دونوں خواتین، درمیان میں کتابیں اُٹھائے بچے اور ان کے سروں پر لہراتا بینر۔ یہ دلکش منظر سب کے دلوں کو چھو جاتا ہے۔ تالیوں کی گونج میں ڈرامہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔

(پردہ گرتا ہے)